Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

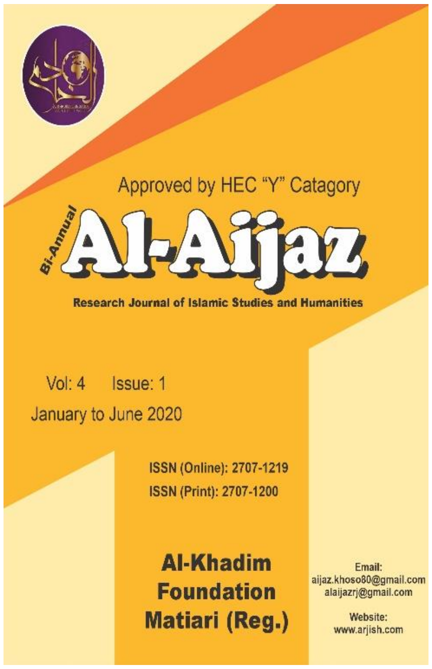

TOPIC:

Causes of Ramadan and Edien conflict and its national and international solution

AUTHORS:

1. Salah Uddin, Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies &Arabic, Gomal University D I Khan.
Email: rabbani03018@gmail.com
2. Dr. Manzoor Ahmad, Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies &Arabic, Gomal University D I Khan.
Email: rabbani03018@gmail.com

How to cite:
uddin, S., & Ahmad, M. (2020). U-26 Causes of Ramadan and Edien conflict and its national and international solution. Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities, 4(1), 379-397.
https://doi.org/10.53575/u26.v4.01.379-397
URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/183

QR Code

Vol: 4, No. 1 | January to June 2020 | Page: 379-397

Published online: 2020-06-30

اسباب اختلاف رمضان وعیدین اور اس کا ملکی وبین الاقوامی تصفیہ

Causes of Ramadan and Edien conflict and its national and international solution

Salah uddin*
Dr. Manzoor Ahmad**

Abstract
According to Sharia, evidence of the month of Ramadan premised on two things: The first one is based on watching crescent and the second is based on the completion of thirty days of Shaban month. Through these two rules if there is no hindrance in watching crescent, so for Ramadan, watching crescent will be necessary. If having hindrance regarding this, then thirty days of Shaban must be competed. As Prophet Muhammad S.A.W says: Keep fast only when you watch crescent and open it the same way, and if there comes hindrance, you must complete thirty days, in these two rules there is no tussle between scholars. The conflict of crescents rising is credible. Similarly, in the light of astronomy, is it fine to accept or refuse witness or merely to keep fast or celebrate Aids on the basis of astronomy. The present study premised upon authentic study in this regard. Similarly, in the given article, on national and international level, after imitation of Ramadan and aids conflict and its reasons, the Solution comes to the end.
Keywords: Ramadan, Edien, Royte hilal, conflict of crescents rising, reasons, Astronomy.

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔اسلام جہاں معاملات اور اخلاقیات میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔وہیں عبادات بھی مد نظر رکھتا ہے۔ عبادات میں ایک اہم عبادت روزہ ہے جو بنیادی ارکان اسلام کا دوسرا رکن ہے۔روزہ ہجرت سے ڈیرھ سال بعد ماہ شعبان کی دس تاریخ کو فرض ہوا[1]۔اس کا فرض ہونا قرآن وحدیث اور اجماع امت سے بالاتفاق ثابت ہے۔ارشاد ربانی ہے۔﴿شهر رمضان الذي أنزل فيه القرآن﴾ ترجمہ: ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔قرآن پاک کی مذکورہ آیت کریمہ میں (شهر رمضان مبتدا اور س کی خبر (المکتوب علیکم صیامہ) محذوف ہے[2]۔ گویا ترجمہ یوں ہوا کہ ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں آپ پر روزہ فرض کیا گیا۔ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾ ترجمہ: پس جو پائے تم میں سے مہینہ چاہیے کہ اس کے روزے رکھے۔[3] رسول ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے۔کہ اسلام کی بنیاد پانچ امور پر موقوف ہے،اس امر کا اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا،بیت اللہ کا حج کرنا اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا[4] اسی طرح تمام امت مسلمہ اس بات پر متفق ہے، کہ رمضان کے روزے فرض ہیں[5] اس کی فرضیت سے انکار کرنے والا باجماع امت دین اسلام سے خارج ہے۔اس کا منکر، منکر نماز، زکوٰۃ اور حج کی مانند ہے۔[6] اس اہمیت کے پیش نظر ماہ رمضان کا چاند تلاش کرنا فرض کفایہ ہے۔واضح رہے کہ ثبوت رمضان از روئے شریعت دو امور پر

* Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies &Arabic, Gomal University D I Khan.
Email: rabbani03018@gmail.com
** Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies &Arabic, Gomal University D I Khan.
Email: rabbani03018@gmail.com

موقوف ہے۔اول ماہ رمضان کا چاند دیکھنے پر جبکہ دوم ماہ شعبان کے تیس دن پورے ہونے پر۔ان دو مقرر کردہ قواعد کی رشنی میں اگر موانع رؤیت موجود نہ ہوں، مثلاً بادل اور گرد غبار وغیرہ تو ثبوت رمضان کے لئے چاند دیکھنا ضروری ہوگا۔اگر موانع رؤیت موجود ہوں، تو پھر ماہ شعبان کے تیس دن کو پورا کرنا ضروری ہے۔کیونکہ رسول ﷺ کا ارشاد ہے۔کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرواور اگر موانع رؤیت ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔[7] اس حدیث کا واضح مفہوم یہی ہے کہ جب مطلع صاف ہو تو دار ومدار رؤیت پر مبنی ہوگا اور بغیر رؤیت روزہ رکھنا جائز نہ ہوگا۔البتہ اگر مطلع صاف نہ ہو تو ثبوت رمضان کے لئے ماہ شعبان کے تیس دن پورے کرنے ہوں گے۔اگر دن پورے ہو جائیں تو روزہ رکھنا واجب ہوگا۔مذکورہ قواعد چونکہ شارح علیہ السلام نے مقرر فرمائے ہیں۔رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب آسمان صاف ہو اور رؤیت ممکن ہو تو چاند دیکھنے کی کوشش کی جائے۔پس اگر چاند نظر آجائے تو روزہ رکھا جائے اور اگر نظر نہ آئے تو روزہ نہ رکھا جائے۔اس تناظر میں امام ابو حنیفہؒ نے مذکورہ امور کو مد نظر رکھ کر اختلاف مطالع کو نظر انداز کرکے فرمایا کہ اگر مشرق میں رؤیت ثابت ہو جائے تو اہل مغرب کے لئے وہی رؤیت کافی ہے۔چنانچہ امام ابو حنیفہؒ، امام محمدؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک اگر کسی ایک ملک میں رؤیت از روئے شرع ثابت ہو جائے تو دوسرے ممالک میں اس رؤیت سے روزہ رکھنا یا عید منانا ضروری ہے۔صاحبینؒ اور متاخرین فقہاء احناف نے وحدت مطالع کی صورت میں ایک ہی دن روزہ اور عید منانا ضروری قرار دیا ہے۔گو اگر ایک شہر کا مطلع دوسرے شہر سے مختلف ہو تو پھر ایک ہی دن روزہ اور عید کرنا صاحبین کے نزدیک ضروری نہیں ہے۔امام شافعیؒ کے نزدیک بھی اختلاف مطلع کی صورت میں ایک شہر کی رؤیت سے دوسرے شہر والوں پر روزہ یا عید منانا واجب نہیں ہے۔اب ہر عام وخاص کے ذہن میں ایسے سوالات ابھرتے ہیں کہ اس عظیم عبادت کو ایک ہی دن کیوں نہیں منایا جاتا۔اس کے کئی اسباب ہیں منجملہ ان میں سے ادوار رسول ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وتابعین، فقہی، سیاسی، معاشرتی، سائنسی اور جغرافیائی حدود وبندی شامل ہیں۔

رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں مسئلہ رؤیت ہلال:

The problem of Royate Hilal in the era of Holy Prophet and Sahaba's (companions)

بعض اہل علم وعام لوگ ہمیشہ اس کش مکش میں رہتے ہیں کہ امت مسلمہ ایک ہی دن روزہ کیوں نہیں رکھتے ہیں اور عید کیوں نہیں مناتے ہیں۔اگر اس سوال کو عہد رسول ﷺ سے لے کر آج تک دیکھا جائے تو کسی بھی دور میں امت مسلمہ نے ایک ہی دن روزہ اور عید نہیں منایا ہے اور نہ خود رسول ﷺ نے امت مسلمہ پر ایک ہی دن روزہ اور عید منانا لازمی قرار دیا ہے بلکہ فرمایا ہے کہ جب چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب چاند دیکھو تو افطار کرو۔اگر امر رؤیت پوشیدہ ہو جائے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔اسی طرح خلفاء راشدین، دور صحابہ اور تابعین میں بھی یہی تعامل رہا ہے۔کہ انہوں نے کسی ایک شہر کی رؤیت دوسری شہر میں رہنے والوں کے لئے لازمی نہیں قرار دی۔اس پر دلیل حضرت کریب رضی اللہ عنہ کی مروی روایت ہے کہ ام الفضل رضی اللہ عنہ نے انہیں مملکت شام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس کسی غرض سے بھیجا فرماتے ہیں کہ حاجت پورا کرنے کے بعد میں مملکت شام میں ہی تھا کہ وہاں پر چاند نظر آگیا اور جس دن چاند نظر آیا وہ جمعہ کی

رات تھی پھر میں مہینہ کے آخر میں مدینہ منورہ آیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم نے چاند کب دیکھا تھا تو میں نے کہا کہ جمعہ کی رات کو پھر فرمایا کہ تم نے خود دیکھا تھا۔ میں نے کہا کہ ہاں اور میرے علاوہ دیگر لوگوں نے بھی دیکھا تھا اور روزہ رکھا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی چاند دیکھا اور روزہ رکھا۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے چاند ہفتہ کی رات کو دیکھا تھا پس ہم تیس دن پورے کریں گے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا امیر معایہ رضی اللہ عنہ کا دیکھنا اور روزہ رکھنا ہمارے لئے کافی نہیں ہے۔ فرمایا نہیں۔ رسول ﷺ نے ہمیں ایسا ہی حکم دیا ہے۔ الغرض مسئلہ اختلاف رمضان وعیدین زمانہ رسول ﷺ اور صحابہ وتابعین میں بھی رہا ہے۔ یاد رہے کہ حضرت کریب رضی اللہ عنہ کی مذکور بالا روایت کو اختلاف مطالع معتبر گردانتے والے فقہاء کرام بطور استدلال بھی پیش کرتے ہیں۔ ان کا طرز استدلال حضرت کریب رضی اللہ عنہ کی روایت سے کچھ یوں ہے۔ کہ اگر ایک شہر کی رؤیت دوسری شہر والوں کے لئے کافی ہوتی تو خلفاء راشدین اس امر کا خصوصیت کے ساتھ اہتمام فرماتے تاکہ تمام شہری رؤیت سے آگاہ ہو جائیں۔ اس زمانے میں بھی اس قدر تیز رفتار سواریاں میسر تھیں کہ سرعت کے ساتھ ایک شہر دوسرے شہر کو باخبر کیا جاسکے۔ اس کے باوجود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس امر کا اہتمام نہیں کیا۔ حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دینی امور سے دلچسپی اور لگاؤ پوشیدہ امر نہیں ہے۔ اس مدعا سے واضح ہوتا ہے کہ خیر القرون میں بھی کبھی ایک دن روزہ اور عید نہیں منایا گیا ہے اور نہ کسی نے امت مسلمہ پر ایک ہی دن روزہ رکھنا یا عید منانا لازمی سمجھا تھا۔ اب جہاں تک اختلاف مطالع کا معتبر ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ ہے تو مسئلہ ہذا آیمہ اربعہ اور دیگر فقہاء کے درمیان مختلف فیہ ہے۔

آئمہ اربعہ اور اختلاف مطع:

Four Imams and the conflict of rising out Crescent moon

اگر ماہ رمضان کی رؤیت کسی ایک شہر میں ثابت ہو جائے تو باقی شہریوں پر روزہ رکھنا واجب ہے بشرطیکہ ثبوت رمضان کے شرائط پورے ہوں اور تمام لوگوں کو اطلاع مل جائے حکم کے لحاظ سے اس میں قریب اور بعید کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔ مثلاً اگر مشرق میں لوگوں نے چاند دیکھا تو اہل مغرب پر بھی روزہ رکھنا واجب ہے۔ کیونکہ آیمہ ثلاثہ کے نزدیک اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے۔ جمہور مالکیہ کے نزدیک اگر کسی ایک شہر میں چاند نظر آجائے تو تمام شہروں میں رمضان کے روزے رکھنا اور عید منانا راجح ہے۔[8] اس لئے کہ ان کے نزدیک اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے۔ البتہ بعض اصحاب مالکیہ کے نزدیک دور کے شہروں میں اختلاف مطالع معتبر ہے۔ اسی طرح حنابلہ کے نزدیک بھی صحیح قول کے مطابق کسی ایک شہر میں چاند نظر آجانے سے تمام شہروں میں روزہ رمضان رکھنا یا عید منانا راجح ہے۔[9]

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک اگر کسی ایک شہر میں رؤیت ثابت ہو جائے تو اس سے شرق اور غرب میں روزہ رکھنا یا عید منانا واجب ہے۔[10] اسی طرح علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے شیوخ سے سنا ہے کہ اگر ایک شہر میں واضح طور پر رؤیت ثابت ہو جائے اور وہ رؤیت دو گواہوں کے ذریعے دیگر شہروں تک پہنچ جائے تو ان پر روزہ رکھنا لازم ہے۔[11] ان فقہاء

کرام کا استدلال اس حدیث سے ہے۔ عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تصوموا حتى تروا الهلال۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا اس وقت تک روزہ مت رکھو جب تک چاند دیکھو۔ اس بابت جن آئمہ اور فقہاء کرام کے نزدیک اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے۔ ان کا استدلال مذکور بالا حدیث سے ہے۔ جس کے مطابق اگر ایک شہر میں رؤیت ثابت ہو جائے تو باقی تمام اہل بلاد پر روزہ یا عید منانا لازم ہے۔ کیونکہ رسول ﷺ کے ارشاد کے مطابق تمام مسلمانوں کی رؤیت مراد نہیں ہے بلکہ مراد بعض لوگوں کا دیکھنا معتبر ہے۔ اسی طرح "والمعنى لا تصوموا حتى توجد فيما بينكم الرؤية وتتحقق" سے اس بات پر دلالت ہے کہ ایک شہر کی رؤیت باقی تمام شہروں کے لئے لازم ہے۔ امام حافظ کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے ایک شہر کی رؤیت تمام لوگوں پر لازم کی ہے انہوں نے روزہ کو رؤیت کے ساتھ معلق کیا ہے۔ البتہ جنہوں نے کسی ایک شہر کی رؤیت تمام شہروں کے لئے لازم نہیں کیا ہے۔ انہوں نے حدیث ہذا میں رؤیت کو ان دیکھنے والوں کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ اس لئے ان کے نزدیک وہ رؤیت دیگر اہل بلاد کے لئے لازم نہیں ہے۔ لیکن مذکورہ قول حدیث کے ظاہری معنی سے تجاوز ہے۔[12] البتہ صاحبین اور بعض دیگر فقہاء احناف کے نزدیک اختلاف مطالع معتبر ہے۔ اس لئے ان کے نزدیک کسی ایک شہر کی رؤیت دوسرے شہر کے لئے حجت نہیں ہے۔ اسی طرح شوافع کے نزدیک بھی اختلاف مطالع معتبر ہے۔ شوافع کے نزدیک اگر کسی ایک شہر میں ماہ رمضان ثابت ہو جائے تو اہل قرب وجوار پر مطلع ایک ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنا واجب ہے۔ شافعیہ کے نزدیک اتحاد مطلع کا تحقق چوبیس فرسخ کے فاصلہ پر یا اس سے کم فاصلہ پر ہوتا ہے۔ اور ایک فرسخ تین میل کے برابر ہے۔[13] البتہ اگر کوئی شہر اس فاصلے سے زیادہ دور ہو تو پھر ان کے لئے مذکورہ رؤیت کافی نہیں ہے۔[14] واضح ہو کہ اختلاف مطالع کے لئے جو اندازہ امام شافعیؒ نے مقرر کیا ہے۔ اگر اس کو درست قرار دیا جائے تو اس سے متصادم حدیث کریب رضی اللہ عنہ کے مطابق یہ فاصلہ (1089) کلو میٹر بنتا ہے۔ کیونکہ شام اور مکہ کے مابین (1089) کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔ اسی طرح اس حوالے سے علامہ ابن عبد البر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ خراسان اور اندلس کے درمیان رؤیت میں الگ الگ رؤیت معتبر نہیں ہے۔ یعنی اتنے فاصلہ پر ایک ہی رؤیت کافی ہے اب اگر اس فاصلہ کو دیکھا جائے تو یہ 11883 کلو میٹر بنتا ہے۔ الغرض اختلاف مطالع کے اعتبار سے جو قرب اور بعد گردانا گیا ہے۔ ان میں باہمی ایک اندازہ معیار مقرر کرنا یقینی طور پر مشکل ہے۔ اب اگر ان آراء کو عمیق نظر سے دیکھا جائے تو آیمہ ثلاثہ کے نزدیک کسی ایک شہر کی رؤیت دوسری شہر کے لئے تب لازم ہے۔ جب کہ ایک شہر میں رؤیت ثابت ہو جانے کے بعد دوسرے شہر کو بروقت خبر پہنچ جائے۔ کیونکہ ان کے نزدیک اطلاع پہنچنے کے بعد ان پر روزہ رکھنا یا عید منانا واجب ہے۔ لیکن اگر ان مسالک کے اندر بعض دیگر فقہاء کی آراء کو دیکھا جائے۔ تو ان کے نزدیک رؤیت ثابت ہونے کے بعد ایک دن روزہ رکھنے اور عید منانے کے لئے شرط اطلاع کا پہنچنا نہیں بلکہ وحدت مطلع ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک مطلع ایک ہونے کی صورت میں مختلف شہر کے لوگوں پر ایک ہی دن روزہ رکھنا اور عید منانا ضروری ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک اگر مطلع ایک ہو اور خبر نہ پہنچی تو بعد میں معلوم ہونے کی صورت میں قضاء لازم ہے۔ واضح ہو کہ اگر مذکورہ مسئلہ میں تعامل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین عظام اور ہر ایک مسلک کے جید فقہاء و محدثین اور علماء کرام کی رائے کو بطور تصفیہ پیش کیا

جائے تو اختلاف مطلع ہونا از روئے روایت کریب، محدثین اور اجتہادات فقہاء کرام کچھ اس طور سے واضح ہوتا ہے۔

عہد صحابہ وتابعین اور اختلاف مطلع:

Conflict of raising onset out of the moon Crescent and the time of Sahaba's and Tabbiens

عہد صحابہ اور تابعین میں اختلاف مطالع معتبر ہونا کئی نظائر سے ثابت ہے جن سے چند مشہور بطور وضاحت پیش کئے جاتے ہیں۔ منجملہ ان میں سے ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اختلاف مطلع کے پیش نظر حج سے واپس کرنے اور اگلے سال حج کرنے کا حکم دینا ہے۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اپنے مطلع کے اعتبار سے 9 ذی الحجہ کو میدان عرفات میں پہنچ گئے، جو مکہ مکرمہ کے اعتبار سے 10 ذی الحجہ تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو عرفہ میں بر وقت وقوف نہ کرنے کے سبب قربانی کرنے اور حج سے جانے کا حکم دیا تھا اور تاکید کی تھی کہ وہ اگلے سال حج کے لئے حاضری یقینی بنائیں۔

دوم: دور خلافت راشدہ اور اس کے بعد والے ادوار میں کوئی ایسی روایت نہیں ملتی ہے، جس سے ثابت ہو کہ دار الخلافہ میں چاند نظر آجانے کے بعد دور دراز علاقوں میں قاصدین کے ذریعے خبر پہنچانے کا کوئی اہتمام کیا گیا ہو۔

سوم: حضرت کریب رضی اللہ عنہ کے روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر شہر میں بسنے والوں کے لئے اپنی اپنی رؤیت معتبر ہے اور کسی ایک شہر کی رؤیت دوسرے شہر کے لئے کافی اور حجت نہیں ہے۔

فقہاء کرام اور اختلاف مطلع:

Jurisprudents and conflict of onset of moon crescent

فقہاء کرام کے ہاں تو اختلاف مطلع معتبر ہونے پر ایک کثیر تعداد میں آراء پائی جاتی ہیں جن کا احاطہ کرنا یہاں مناسب نہیں۔ لیکن ان میں چند مشہور بطور دلیل ذکر کئے جاتے ہیں۔

قاضی ابو اسحاق نے ابن ماجشون سے نقل کیا ہے کہ اگر بصرہ میں قاضی کا امر صادر کرنے سے رؤیت ثابت ہو جائے جو کہ تعدیل اور شہرت سے مستغنی ہو تو وہ امر اس کے علاوہ دیگر شہروں پر بھی لاگو ہوگا در آنحالیکہ حاکم کا حکم ان کے لئے بھی ایک ولایت ہونے کی وجہ سے لازم ہو۔ یہاں تک اگر کسی نے روزہ کو ترک کیا تو اس پر قضا لازم ہو گی۔ البتہ اگر رؤیت دو عادل گواہوں کے گواہی دینے سے ثابت ہوئی ہو تو پھر دیگر شہروں کے لئے کافی نہیں ہے۔ مثلاً یمن، مدینہ اور کوفہ وغیرہ۔ ہاں اگر حکم ان کے لئے بھی ماننا لازم ہو تو پھر ایک ولایت کے اندر ان پر بھی روزہ یا عید کرنا لازم ہے۔[15]

دوم: علامہ کاسانی نے بدائع الصنائع میں نقل کیا ہے۔ کہ اگر آسمان میں بادل یا کوئی اور مانع رؤیت ہو۔ جس کی وجہ سے تمام لوگوں کے لئے دیکھنا ممکن نہ ہو تو کسی ایک شخص کے چاند دیکھنے کو ظاہر الروایہ کے مطابق بطور شہادت قبول نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ دیکھنے

وقت ایک لحظہ کے لئے مانع دور ہوا ہو اور اس کے بعد جائے مطلع پر دوبارہ بادل پھیلنے کی وجہ سے کسی اور کو دیکھنے کا موقع نہ ملا ہو۔ فرماتے ہیں کہ اس میں اندرون شہر اور بیرونی شہر دونوں برابر ہیں۔ لیکن علامہ طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اس شخص کی شہادت کو قبول کیا جائے گا کیونکہ اندرونی اور بیرونی شہر فضا کی وجہ سے مطالع مختلف رہتے ہیں پس صاف وشفاف فضا ہونے کی وجہ سے خارج شہر میں دیکھنے والے شخص کی شہادت کو قبول کیا جائے گا۔ ظاہر الروایہ میں قبول نہ کرنے کا سبب کم فاصلے پر مطالع کا ایک ہونا بتلایا گیا ہے کیونکہ ظاہر لروایہ کے مطابق واضح دوری کی وجہ سے مطالع بدلتے رہتے ہیں۔[16]

سوم: علامہ ابن نجیم بحر الرائق میں لکھتے ہیں۔قوله ويلزم أهل المشرق برؤية أهل المغرب۔ کہ مشرق سے مراد تمام اہل مشرق مراد نہیں بلکہ اس سے مراد مذکورہ رؤیت کا ایک شہر میں رہنے والوں کے لئے کافی ہونا ہے۔البتہ اگر ایک شہر کے اندر دوری کی وجہ سے مطالع بدلتے رہتے ہیں تو پھر اس شہر کے اندر قرب وجوار میں جہاں تک مطلع ایک ہو ان کے لئے ایک رؤیت بدرجہ اولیٰ کافی ہے۔[17]

چہارم: (إذا رأى الهلال أهل بلد لزم جميع البلاد الصوم) علامہ ابن قدامہؒ المغنی میں اس عنوان کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ لیث اور بعض اصحاب شافعیہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک شہر میں رؤیت ثابت ہو جائے تو تمام شہروں پر اس رؤیت کی وجہ سے روزہ یا عید منانا لازم ہے جبکہ ان میں سے بعض فرماتے ہیں کہ اگر ان شہروں کے درمیان اتنا کم فاصلہ ہو جس کی وجہ سے مطالع نہ بدلیں تو پھر تمام لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہے۔ جیسا کہ بغداد اور بصرہ البتہ اگر دونوں شہروں کے درمیان اتنا زیادہ فاصلہ ہو جس کی وجہ سے مطالع بدلتے رہتے ہوں ۔جیسا کہ عراق، حجاز اور شام تو پھر ہر ایک شہر کے لئے اپنی اہل رؤیت لازم ہے۔[18] علامہ عکرمہؒ نے حدیث کریب رضی اللہ عنہ سے استدلال کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ ہر شہر کے لئے اپنی اپنی رؤیت کرنا لازم ہے۔مذکورہ قول اسحاق بن راہویہ، سالم اور قاسم سے بھی منقول ہے۔[19]

اختلاف مطالع اور محدثین:

Conventicles and onset of moon conflict

محدثین سے مسئلہ رؤیت ہلال میں اختلاف مطالع معتبر ہونے کی رو سے ایک کثیر تعداد میں اقوال نقل ہیں۔ جن میں سے یہاں پر چند بطور وضاحت پیش کئے جا رہے ہیں۔

امام مسلمؒ نے صحیح مسلم میں اعتبار مطالع پر باقاعدہ باب باندھا ہے کہ اگر کسی ایک شہر میں رؤیت ثابت ہو جائے تو وہ حکم دیگر شہروں کے لئے ثابت نہیں ہوتا بلکہ ہر شہر کے لئے اپنی اپنی رؤیت لازم ہے۔[20]

امام بغویؒ نے شرح السنہ میں نقل کیا ہے۔ کہ اگر کسی ایک شہر میں ایک رات رؤیت ثابت ہو جائے اور اس کے بعد دوسری رات دیگر شہروں میں رؤیت ثابت ہو تو اس بابت اہل علم کے مابین اختلاف ہے۔ تابعین میں سے قاسم بن محمد، سالم بن عمر، عکرمہ، اسحاق بن راھویہ اور اکثر اہل علم نے اس بات پر اتفاق کیا ہے۔ کہ ہر شہر کے لئے اپنی اپنی رؤیت لازم ہے۔ان سے علماء نے حدیث حضرت کریب رضی اللہ عنہ سے

استدلال کیا ہے۔[21]

امام ترمذیؒ نے جامع ترمذی میں اس عنوان کے ساتھ باب باندھا ہے۔باب ما جاء لكل أهل بلدٍ رؤيتهم۔ جس سے امام ترمذیؒ نے اختلاف مطالع معتبر مانتے ہوئے نقل کیا ہے۔کہ ہر شہر کے لئے اپنی رؤیت ہے۔حدیث حضرت کریب رضی اللہ عنہ نقل کرنے کے بعد آپؒ لکھتے ہیں۔حديث ابن عباس حديث حسن صحيح غريب، والعمل على هذا الحديث عند أهل العلم أن لكل أهل بلدٍ رؤيتهم۔کہ حدیث ابن عباس حسن صحیح اور غریب ہے،یعنی کہ حدیث ابن عباس ایک لحاظ سے حسن اور صحیح ہے جبکہ دوسرے لحاظ سے غریب ہے۔پھر فرماتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل ہے کہ ہر ایک شہر کی اپنی اپنی رؤیت ہے۔[22]

مبارک پوریؒ نے ترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی میں امام نوویؒ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ شرح صحیح مسلم میں حدیث حضرت کریب رضی اللہ عنہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔کہ احناف میں راجح قول کے مطابق ایک شہر کی رؤیت تمام لوگوں کے لئے عام نہیں ہے بلکہ اس شہر کے قریب لوگوں کے لئے مسافت قصر تک خاص ہے۔جبکہ بعض اصحاب احناف کے نزدیک اگر مطلع اور ولایت ایک ہو تو ان کے لئے بھی یہی رؤیت کافی ہے۔یعنی ان پر بھی اسی رؤیت کے پیش نظر روزہ رکھنا اور عید منانا لازم ہے البتہ اگر مطلع اور ولایت مختلف ہو تو پھر ان پر اس رؤیت کے تناظر میں روزہ رکھنا یا عید منانا لازم نہیں ہے۔[23]

الغرض جانبین کی آراء کو مد نظر رکھ کر دونوں میں تقابل کیا جائے تو اختلاف مطلع معتبر ہونا احتمالی طور پر راجح معلوم ہوتا ہے لیکن اگر ظاہر المعنی نص اور آئمہ ثلاثہ وفقہاء کرام کے طرز استدلال کو دیکھا جائے تو اختلاف مطالع معتبر نہ ہونا واضح ہوتا ہے۔البتہ اگر احتمالی لحاظ سے حدیث حضرت کریب رضی اللہ عنہ کو دیکھا جائے۔تو اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے۔کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کیا ہمارے لئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رؤیت کافی نہیں ہے۔تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں ہمیں رسول ﷺ نے یہی حکم دیا ہے۔اور ظاہر ہے کہ اس جملہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رسول ﷺ کے طرز عمل کی طرف اشارہ کیا ہے۔کہ رسول ﷺ کا طرز عمل یہی تھا۔[24]اس پر بعض اہل علم نے اعتراض کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر واحد کی وجہ سے اس رؤیت کو رد کیا تھا لیکن اعتراض ہذا اس لئے درست نہیں ہے۔کہ خبر واحد نہیں ہے کیونکہ اس میں ذکر ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی دیکھا اور روزہ رکھا بالفرض والتقدیر اگر اس کو خبر واحد بھی قرار دیا جائے تو پھر بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ اہل شام سے آسانی کے ساتھ تصدیق کر سکتے تھے۔اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شہر کی رؤیت تمام لوگوں کے لئے لازم نہیں ہے۔کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی اجتہاد سے انہیں نہیں فرمایا ہمارے لئے امیر معایہ رضی اللہ عنہ کی رؤیت کافی نہیں ہے بلکہ فرمایا تھا کہ ہمیں رسول ﷺ نے یہی حکم دیا تھا۔[25]

اگر عقلی لحاظ سے دیکھا جائے تو رؤیت ہلال کا فرق زمانہ میں موجود ہے۔کیونکہ مطلع کا واضح فرق ہے اور اس کا اعتبار کرنا ہی دلائل سے قوی معلوم ہوتا ہے۔اگر اندازہ لگایا جائے تو حضرت کریب رضی اللہ عنہ نے مدینہ پہنچ کر اپنے حساب سے روزہ پورا نہیں کیا بلکہ وہاں اہل مدینہ کے

حساب سے روزہ پورا کرکے عید منائی۔اس سے ہر شہر کی رؤیت کا مختلف ہونا معلوم ہوتا ہے۔اسی طرح جن شہروں کے درمیان اتنی زیادہ مسافت ہو کہ ان کے باسیوں کے مابین بارہ گھنٹوں یا چودہ گھنٹوں یا اس سے بھی زیادہ فرق ہوتا ہے تو ظاہری بات ہے کہ ان کے مطالع بھی ایک دوسری سے مختلف ہوں گے۔

اختلاف مطالع اور اہل فتوی:

Edict expertise and onset of moon conflict

فتاوی درالعلوم دیوبند میں اختلاف مطالع معتبر ہونے اور نہ ہونے کے متعلق نقل ہے۔(سوال) لاعبرۃ لاختلاف المطالع کا کیا مطلب ہے۔(جواب) یہ مطلب ہے کہ جب طریق موجب یعنی شہادت معتبرہ سے دوسرے شہر کی رؤیت ثابت ہو جائے تو وہاں والوں پر بھی اس کا حکم ہو جائے گا۔[26]

مولانا رضاخان بریلوی اپنی کتاب فتاوی رضویہ میں رقم طراز ہے۔کہ کتاب الحج میں فقہاء کے کلام سے مفہوم ہے کہ حج میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہے لہذا ان حجاج پر کوئی شئ لازم نہ ہو گی،اگر یہ ظاہر ہوا کہ فلاں شہر میں ایک دن پہلے چاند دیکھا گیا،یہی بات غیر حجاج کے لئے قربانی کے بارے میں کہی جاسکتی ہے یا نہیں؟تو آپؒ لکھتے ہیں کہ میرے مطالعہ میں اس کا جواب نہیں آیا لیکن ظاہر یہی ہے کہ معتبر ہے کیونکہ روزہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار اس لئے نہیں کیا جاتا کہ اس کا تعلق رؤیت سے ہے بخلاف قربانی کے،اس میں ظاہر یہی ہے کہ یہ اوقات نماز کی طرح ہے کہ ہر قوم پر اپنے اپنے وقت کے مطابق لازم ہو گی۔[27]

فتاوی دارالعلوم حقانیہ میں نقل ہے۔کہ اختلاف مطالع کے بارے میں فقہاء کرام کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں اور یہی ظاہر المذہب اور اسی قول پر فتوی منقول ہے۔اس لئے جہاں کہیں شرعی قواعد وضوابط کا لحاظ رکھتے ہوئے خبر پہنچ جائے تو وہاں روزہ رکھنا اور عید منانا چاہیے۔[28]

مولانا مودودی اپنے کتاب،کتاب الصوم از مشکوٰۃ میں رقم طراز ہیں۔کہ اختلاف مطالع معتبر ہے۔لکھتے ہیں کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ساری دنیا میں یا کسی ایک ملک میں ایک ہی دن روزہ اور عید ہونی چاہیے تو بالکل ہی لغو بات کہتے ہیں۔[29]

پاکستان میں اختلاف رمضان وعیدین اور اس کے اسباب:

Conflict of Ramadan and Edition and its causes in Pakistan

گذشتہ مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف رمضان وعیدین میں ایک سبب فقہاء کرام اور محدثین کے درمیان اختلاف مطالع کا معتبر ہونا یا نہ ہونا ہے جو کہ قابل فہم بات ہے کیونکہ ہر مسلک اور فقیہ کی رائے کسی نے کسی دلیل پر قائم ہوتی ہے۔چنانچہ پاکستان میں اختلاف رمضان اور عیدین کے دو اہم اسباب ہیں جن میں سے ایک اہم سبب مذکورہ فقہی اختلاف مطالع معتبر ہونے اور نہ ہونے کی بنیاد پر ہے جبکہ اس کے علاوہ اسباب میں بداعتمادی،سیاسی،اور فلکی حساب وکتاب کا مدوجذر ہیں۔

مسئلہ رؤیت ہلال اور بداعتمادی:

Conflict of Royate Hilal and distrust

بداعتمادی کی نوعیت کچھ یوں ہے کہ پاکستان میں رؤیت ہلال کے لئے دوقسم کی کمیٹیاں موجود ہیں۔ایک وہ کمیٹی جسے مسجد قاسم علی خان کے نام سے جانا جاتا ہے جو کہ دراصل ایک غیر سرکاری کمیٹی ہے۔دوم وہ سرکاری کمیٹی ہے جو کہ رؤیت ہلال کمیٹی کے نام سے موسوم ہے۔درحقیقت ان دونوں کا مقصد چاند تلاش کرنا ہے اور پھر چاند محقق ہونے یا نہ ہونے کے بعد عوام کو خبر دینا ہے۔تاکہ عوام اس پر اعتماد کر کے ایک اہم عبادت بالاتفاق سرانجام سکیں لیکن بد قسمتی سے زمانہ دراز سے ان کمیٹیوں کے مابین اختلاف رائے اور بداعتمادی کے سبب اتفاق کی فضا پیدا نہ ہوسکی۔بداعتمادی کی ایک جھلک کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ خیبر پختون خواہ کے ایک جید عالم ڈاکٹر شیر علی شاہؒ کے بیان کردہ زبانی بیان پیش کیا جائے۔ایک دفعہ ڈاکٹر شیر علی شاہ مرحوم نے درس ترمذی کے کلاس میں اپنا ذاتی واقعہ بیان کیا کہ متحدہ مجلس عمل کے دور میں امان اللہ حقانی نے مجھے بطور مہمان خصوصی مدعو کیا کہ آپ بسلسلہ رؤیت ہلال پشاور دفتر او قاف تشریف لائیں چنانچہ میں دعوت قبول کر کے چلا گیا اور نماز عصر سے رات گئے قریب تک اس اجلاس میں بسلسہ رؤیت ہلال شریک رہا اور اس دوران بہت سے لوگوں نے شہادت دی کہ ہم نے چاند دیکھا ہے۔جب بہت دیر ہوئی تو وہاں موجود میڈیا والوں نے ہم سے کہا کہ کل عید ہے یا نہیں؟ میں نے امان اللہ حقانی کی طرف دیکھا تو وہ اس موڈ میں نہیں تھے کہ اعلان عید ہو جائے کیونکہ اسے اوپر سے حکم تھا کہ اعلان مت کیجئے۔جب میں نے اس صورتحال کو بھانپ لیا تو میں نے میڈیا والوں سے کہا کہ کل عید ہے۔فرماتے ہیں کہ اس اعلان سے امان اللہ حقانی نالاں تھے اس لئے کہ وہ سرکاری اعلان کے منتظر تھے حالانکہ شرعی نقطہ نظر سے صحیح گواہی ہمیں درجنوں میں موصول ہو چکی تھیں۔پھر فرمایا اس کے بعد تین سال تک وہ وزیر رہے لیکن اس نے مجھے نہیں بلایا۔اسی طرح دیگر علماء خیبر اور سکالر حضرات اعتراض اٹھاتے ہیں کہ رؤیت ہلال کمیٹی علماء خیبر کے جید علماء، سکالر اور تعلیم یافتہ لوگوں کی گواہی لینے سے قبل اپنا اجلاس کو ختم کر دیتے ہیں جبکہ دوسری جانب سے اہل خیبر پر اعتراض ہے کہ وہاں کے لوگ فلکیات کے حساب سے چاند نظر نہ آنے کی صورت میں بھی گواہی دے کر اعلان کرتے ہیں۔اعتراض دوم کہ خیبر پختون خواہ والے فقہ حنفی اور سعودی عرب کے اعلان کے مطابق روزہ اور عید مناتے ہیں۔اسی طرح پیر کرم شاہ راقم طراز ہے کہ رؤیت ہلال کمیٹی اپنی تحقیق کے مطابق رؤیت ہلال کا اعلان کرتی ہے لیکن صوبہ سرحد میں بعض مقامات پر رؤیت ہلال کمیٹی کی اعلان کردہ تاریخ سے ایک دن پہلے اور بعض دفعہ دو دن رمضان کی آمد اور عید الفطر منانے کا الان کر دیا جاتا ہے۔جس سے صوبہ سرحد کے لوگ تو پریشانی کا شکار ہوتے ہی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ دوسرے صوبوں کے لوگوں کو بھی تشویش کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔آپ لکھتے ہیں کہ اس بدمزگی کو دور کرنے کے لئے میں نے 30 اپریل 1985ء کو پشاور میں بمقام بالا حصار بشمول جید علماء خیبر اجلاس منعقد کیا جس میں مولانا حسن جان بھی شامل تھے۔الغرض خوب تحقیق کرنے کے باوجود چاند نظر نہیں آیا اور بالاتفاق اعلان نہ ہوا۔[30]

فقہی اختلاف:

Jurisprudent conflict

بعض اہل علم خیبر رؤیت ہلال سے اس بنا پر روزہ یا عید نہیں مناتے ہیں۔کہ وہ امام ابو حنیفہؒ دیگر آئمہ کرام اور فقہاء کرام کی رائے پر عمل کرتے ہیں۔کیونکہ ان کے نزدیک ایک شہر میں رؤیت ثابت ہو جانے کے بعد تمام شہروں پر روزہ رکھنا یا عید منانا ضروری ہے۔چنانچہ رانا محمد شفیق اپنی کتاب "چاند پر اختلاف کیوں" میں راقم طراز ہیں۔کہ چند سال پہلے مسئلہ رؤیت ہلال پر اختلاف رائے ہوا تو ہم نے پاکستان فورم پر مختلف مکتبہ فکر سے وابستہ جید علماء کو اس موضوع پر گفتگو کرنے کی دعوت دی۔چنانچہ ہر مکتب فکر سے وابستہ علماء نے شرکت کی۔اس موقع پر میں نے جامعہ اشرفیہ کے مولانا مفتی عبد الرحیم سے پوچھا کہ خیبر پختون خواہ والے ہر سال رؤیت ہلال سے اختلاف کیوں کرتے ہیں تو اس نے فرمایا کہ در حقیقت جو علماء سختی سے امام ابو حنیفہؒ کی رائے مانتے ہیں وہ اس پر عمل کرتے ہیں۔[31] اس بات سے اتفاق کرنا پڑتا ہے کہ اہل خیبر امام ابو حنیفہؒ اور دیگر آئمہ کرام کے قول پر عمل کرتے ہیں۔کیونکہ ہم بھی جب اکثر علماء سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے اس بار کیوں چاند نظر نہ آنے کے باوجود روزہ یا عید منائی تو فرماتے ہیں کہ احناف کے نزدیک ایک جگہ رؤیت ثابت ہو جانے کے بعد دیگر شہروں پر بھی اسی تناظر میں عمل کرنا لازمی ہے۔

کیا اختلاف رمضان میں واقعی فکری اور سیاسی اختلاف سبب ہے:

Is really consent and political clash a conflict in Ramadan's conflict?

بعض محررین نے اس میں سیاسی اور مکتبہ فکری کو بھی باعث اختلاف گردانتے ہیں[32] لیکن در حقیقت اس کو باعث اختلاف سمجھنا مناسب نہیں ہے۔کیونکہ اگر روز اول سے لے کر آج تک دیکھا جائے، تو مکتبہ فکری کے لحاظ سے رؤیت ہلال کمیٹی کے مختلف چیرمین رہے ہیں مثلاً ایک زمانے میں اس کمیٹی کے چیرمین مفتی محمد شفیعؒ تھے اور اس وقت بھی یہی اختلاف موجود تھا۔اسی طرح پیر کرم شاہ الازہری بھی رہے ہیں۔البتہ اس بات سے انکار کرنا بھی درست نہیں ہے۔اسی طرح اگر سیاسی تناظر میں تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو خیبر پختون خواہ میں مختلف صوبائی حکومتیں رہیں ہیں اور ہر حکومت میں یہی اختلاف ساتھ رہا ہے۔یہاں تک کہ جون 2019ء کو فاق اور صوبہ دونوں میں پی ٹی آئی کی حکومت تھی اور خیبر پختون خواہ میں وفاقی حکومت کے بر خلاف عید منائی گئی۔

کیا فلکیات باعث اختلاف ہے یا نہیں؟

Is astronomy causes a conflict?

اگر اس موضوع پر نظر ڈالی جائے کہ کیا فلکیات کے باب میں رؤیت دلیل ہے یا نہیں۔اگر ہے تو کہاں تک اس پر عمل کیا جاسکتا ہے اور کہاں سے آگے نہیں تو واقعتاً اس میں بعض اہل علم کی آراء ایک دوسرے کے بالکل بر عکس اور بعض دیگر کی آراء ایک دوسرے سے قریب پائے جاتی ہیں۔البتہ مذکورہ اختلاف محض ایک ملک یا طبقہ تک محدود نہیں ہے بلکہ اس سے وسیع تر ہے۔چنانچہ ہمارے ہاں پاکستان میں سعودی عرب کے بارے میں مشہور ہے کہ سعودی عرب فلکیات کی روشنی میں تیار کردہ کلینڈر کے مطابق روزہ اور عید کرتے ہیں۔لیکن در حقیقت

مذکورہ قول اس حد تک تو درست ہے کہ انیتس شعبان کو چاند نظر نہ آنے کی صورت میں وہ ماہرین فلکیات کے تیار کردہ کلینڈر سے چاند تلاش کرنے میں استفادہ کرتے ہیں لیکن یہ اس صورت میں ہے جب چاند دیکھنا ممکن ہو لیکن کسی عارض کی وجہ سے اگر نہ دیکھا جاسکے۔ تو یہ کہنا کہ وہ چاند نہیں دیکھتے غلط ہے۔ کیونکہ سعودی عرب میں چاند دیکھنے کے لئے ایک مخصوص سرکاری کمیٹی مقرر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انیتس شعبان کو چاند نظر نہ آنے کی صورت میں پھر علماء سعودی عرب ماہرین فلکیات کے تیار کردہ کلینڈر سے محض استفادہ کرتے ہیں۔ تقی فتاوی عثمانیہ میں نقل کرتے ہیں کہ سعودی عرب اور مصر کے بارے میں ہم کو تحقیق سے معلوم ہے کہ وہاں حسابات پر مدار نہیں بلکہ ہلال کی رؤیت پر ہے اور یہی طریقہ شرعاً درست ہے۔[33] البتہ مذکورہ صوت میں اکثر اہل علم کی رائے یہ ہے۔ کہ جب انیتس تاریخ کو از روئے فلکیات رؤیت ممکن ہو لیکن چاند نظر نہ آئے تو روزہ یا عید کا اعلان نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ رؤیت میں اصل نص ہے اور رسول ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ جب چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب چاند دیکھو تو افطار کرو، اور اگر امر رؤیت تم پر پوشیدہ ہو جائے تو تیس شعبان پوری کرو۔ اس لئے مذکورہ صورت میں بمطابق نص تیس تاریخ کو پورا کیا جائے گا۔ اس باب میں ایک رائے جاوید احمد غامدی بھی رکھتے ہیں۔ جاوید احمد غامدی اپنے رسالہ "اشراق" میں لکھتے ہیں۔ کہ جہاں تک سائنسی حساب و کتاب کا تعلق ہے اس کو بنیاد بنانا از روئے شریعت مردود ہے۔ ([34]) اب یہاں پر ایک وضاحت کرنا ضروری ہے کہ کیا سائنس یا علم فلکیات سے استفادہ کرنا درست ہے یا نہیں ہے۔

کیا دوربین، خلائی سواری اور فلکیات سے مدد لینا درست ہے؟

Is it fine to take help from Telescope, Astronomy and rackets, Satellite?

اس حوالے سے جہاں تک اکثر اہل علم کی رائے ہے۔ تو وہ کافی معتدل اور دلفریب ہے۔ کہ فلکیات سے اس قدر مدد لینا کہ آج رؤیت ممکن ہے یا نہیں ہے یا کہاں پر چاند نظر آنے کا امکان ہے اور کہاں پر نہیں ہے تو امر مستحسن ہے۔ کیونکہ اس سے گواہی جانچنے میں کافی مدد ملتی ہے نیز اس کی مدد سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کہاں پر چاند نظر آنے کا زیادہ امکان ہے۔ البتہ جہاں تک قطعی طور پر فیصلہ کرنا ہے تو وہ فلکیات کی روشنی میں نہیں کیا جائے گا۔ مثلاً اگر ماہرین فلکیات کے نظر میں چاند نظر آنے کا امکان کم ہو یا بالکل نہ ہو اور کسی طبقہ نے چاند دیکھنے کا دعویٰ کیا تو پھر پرکھنے کے بعد کمیٹی اس کو قبول کرنے یا نہ کرنے کی مجاز ہو گی۔ کیونکہ باب مسئلہ رؤیت ہلال میں اصل رؤیت ہے فلکیات نہیں۔ اسی طرح اگر انیتس شعبان کو چاند نظر آنے کا امکان ہو یا ماہرین فلکیات نے دعویٰ کر رکھا ہو کہ آج چاند نظر آنا یقینی ہے اور اس دن کسی عارض کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو روزہ یا عید نہیں منائی جائے گی۔ کیونکہ اصل نص ہے۔ اگر انیتس تاریخ کو تم پر امر رؤیت پوشیدہ ہو جائے تو تیس شعبان پوری کرو۔ یاد رہے کہ علم فلکیات ایک وسیع علم ہے لیکن مسئلہ رؤیت ہلال میں اس علم سے جس قدر مدد لی جاتی ہے وہ اس قدر ہے کہ رؤیت ہلال کمیٹی معلوم کر سکے کہ چاند کی پیدائش کب ہوئی ہے اور کہاں پر چاند نظر آنا ممکن ہے اور کہاں پر نہیں ہے۔ اس حوالے سے ماہرین فلکیات کا ایک قاعدہ ہے کہ پیدائش چاند سے لے کر اگر سولہ گھنٹے گزر جائیں اور چاند فضا میں اس دورانیہ کے لئے باقی رہ جائے تو ممکن ہے کہ اہتمام کرنے کے بعد اسے دیکھ پائیں۔ لیکن یاد رہے کہ بعض مقامات پر اگر اس قدر ہو بھی تو چاند دیکھنا ممکن نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح

بعض مرتبہ مذکورہ دورانیہ سولہ سے اٹھارہ یا چوبیس گھنٹوں تک بھی بڑھ سکتا ہے۔ چنانچہ بعض اوقات ہم کہتے ہیں کہ چاند پہلے دن کا نہیں ہے لیکن یہ کہنا غلط ہے۔ کیونکہ وہ چاند پہلے دن نظر نہ آنے کی وجہ دوسرے دن زیادہ وقت گزرنے کے باعث زیادہ روشن ہو جاتا ہے۔ اب باقی رہا یہ سوال کہ کیا دوربین یا خلائی سواری سے چاند تلاش کرنے میں مدد لی جاسکتی ہے۔ اس حوالے سے بعض اہل قلم نے لکھا ہے کہ دوربین سے چاند دیکھنے کو اصطلاحا رؤیت نہیں کہا جاسکتا ہے اس لئے رؤیت وہی معیار ہے جو حدیث ثابت ہوتی ہے اور بطور دلیل رسول ﷺ کی یہ ارشاد پیش کی ہے۔ صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته۔ فرماتے ہیں کہ یہاں پر رؤیت سے مراد بصری رؤیت ہے۔[35] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حدیث میں رؤیت بصری ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی خلائی سواری یا دوربین سے چند شرائط کے ساتھ مدد لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اگر فلکیات کی رو سے چاند نظر آنا ممکن ہو لیکن بادل و گرد غبار کی وجہ سے چاند دیکھنا مشکل ہو تو دوربین یا ہیلی کاپٹر وغیرہ سے مکلف ہونے کی ناطے چاند تلاش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ ﴿لا يكلف الله نفسا إلا وسعها صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته﴾۔[36] کہ نہیں ہے کسی نفس پر مگر اس کے بس کے مطابق۔ اس آیت کی ظاہری مراد یہی ہے کہ انسان اپنے بس کے مطابق اللہ تعالی کی اطاعت پر مکلف ہے۔ پس آج کے دور میں اگر کسی کے پاس ذاتی ہیلی کاپٹر یا دوربین نہیں ہے تو امر ہذا کسی پر مخفی نہیں ہے۔ کہ حکومت کے پاس دوربین اور خلائی سواری دونوں موجود ہیں۔ پس دور حاضر میں حکومت وقت پر لازم ہے کہ وہ سرکاری کمیٹی کو دونوں اشیاء میسر کریں۔ تاکہ ماہرین فلکیات کی طرح کمیٹی دوربین اور خلائی سواری سے بھی مستفیض ہو کر اہم فریضہ ادا کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ جہاں تک حدیث پر بصری ہونے کا اطلاق ہے تو وہ اپنے مقام پر مسلمہ ہونے کے باوجود بھی ان امور سے استفادہ کرنے کی ممانعت نہیں کرتی۔

دوم: یہ کہ ایسا نہ ہو کہ از روئے فلکیات ممکنہ وقت سے پہلے چاند تلاش کرنے کے لئے دوربین یا خلائی سواری یا دونوں زیر استعمال لائی جائے۔ کیونکہ چاند تو ہر وقت فضا آسمان میں رہتا ہے اور بعض دوربینوں کے ذریعے سورج کی شعاوں میں بھی چاند دیکھا جاسکتا ہے۔

سوم: یہ کہ دوربین یا خلائی سواری کو محض چاند دیکھنے کے لئے ضروری نہ سمجھا جائے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کسی مقام پر بصری اور حقیقی معنوں میں رؤیت ثابت ہو جائے اور حکومت یا حکومت کے ماتحت کمیٹی باوجود ان وسائل کے بھی نہ دیکھ سکے۔ الغرض اگر کوئی امر مانع شرعی نہ ہو جیسے دوپہر کے وقت چاند تلاش کر کے دیکھنا یا ممکنہ رؤیت بصری اوقات سے ہٹ کر تلاش کرنا۔ تو پھر دوربین اور خلائی سواری سے محض موسمی خرابی کی وجہ سے دیکھنے میں کوئی امر مانع شرعی نہیں ہے۔ بلکہ اس طرح اہتمام کرنا عین فطرت اسلام کے مطابق ہے۔

اس طویل بحث کے بعد ہر خاص وعام قاری کی نظر میں سوال ابھرتا ہے۔ کہ مسئلہ رؤیت ہلال میں کس رائے کی طرف جانا چاہیے اور کس کو چھوڑنا چاہیئے۔ اسی طرح اس سے ذہن میں سوال اٹھتا ہے کہ مسئلہ رؤیت ہلال پر کس طرح اتفاق کرنا ممکن ہے۔ تاکہ تمام اہل اسلام یا کم سے کم ایک ملک کے اہل اسلام رمضان اور عیدین بالاتفاق مناسکیں۔ ان سوالات کی پیش نظر مسئلہ ہذا میں ممکنہ طور پر مندرجہ ذیل طرق سے اتفاق پیدا کرنا ممکن ہے۔

مسئلہ اختلاف رمضان وعیدین اوراس کا مجوزہ حل:

The problem of Ramadan's conflict and its proposed solution

اتفاقی صورتیں پیدا کرنے سے پہلے قاری کو یہ بات مد نظر رکھنا چاہیے۔کہ اختلاف رمضان وعیدین محض پاکستان میں نہیں بلکہ یورپ ،ہندوستان اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی چل رہاہے۔ جو ایک اجتماعی المیہ ہے لیکن ازروئے شریعت اس بات کی کوئی اہمیت نہیں ہے کہ تمام عالم اسلام یا پاکستان میں ایک دن روزہ یا عید منایا جائے۔کیونکہ اجتماعی روزہ اور عیدین زمانہ رسول ﷺ سے لے کر دور حاضر تک کبھی ایک دن نہیں ہوا۔اگرچہ قضیہ ہذا کے اسباب زمانہ رسول ﷺ اور دور حاضر میں مختلف ہیں۔مثلاً اس زمانے میں مطالع کی بابت اجتہادانہ اختلاف کا کوئی تصور نہیں تھا۔نیز ذرائع ترسیل اس زمانے کے اعتبار سے بھی کم تھے۔لیکن دور جدید میں جغرافیائی تقسیم ،حدود بندی مسلمہ حاکم کا فقدان،جدید فلکیات اور وہ دیگر اسباب ہیں۔ جنہوں نے ایک ہی دن روزہ اور عید کرنا مشکل کر دیا ہے۔یاد رہے کہ ایک دن روزہ اور عید منانا اگرچہ نظم وضبط اتفاق واتحاد اور باعث مسرت امر ہے لیکن اس میں اجتہادی اختلاف امت کے لئے باعث عذاب نہیں بلکہ رحمت ہے۔کیونکہ شرعی قاعدہ ہے کہ جہاں کسی مسئلہ میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اس میں وسعت اور گنجائش بھی پیدا ہو جاتی ہے۔اس تناظر میں اختلاف کے باوجود کوئی ایک کمیٹی دوسری کمیٹی کو غلط نہیں قرار دیتی بلکہ ہمیشہ محض عدم اتفاق پر ایک دوسرے کو طعنہ دیتے ہیں۔واضح رہے کہ ایک ہی دن روزہ یا عید کرنا فرض ہوتا تو خود رسول ﷺ حکم صادر فرماتے کہ تمام مسلمانوں کا ایک دن روزہ اور عید کرنا فرض اور ضروری ہے۔حالانکہ رسول ﷺ نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا ہے۔یہ اس بات پر دلیل ہے کہ ایک دن روزہ یا عید کرنا فرض نہیں ہے۔اسی طرح ادوار صحابہ میں بھی ایک ہی دن روزہ اور عید نہیں ہوا۔اس کے علاوہ اگر مقبول زمانہ مفتیان کرام مفتی شفیعؒ اور مفتی تقی عثمانیؒ کے فتاویٰ جات کو بھی دیکھا جائے تو ان سے بھی یہی اخذ ہوتا ہے۔کیونکہ حضرت مفتی محمد شفیعؒ اپنے فتاوی جواہر الفقہ میں لکھتے ہیں۔کہ شرعی نقطہ نظر سے اس بات کی کوئی اہمیت نہیں ہے کہ پورے ملک میں ایک ہی دن روزہ اور عید ہو۔[37] اسی طرح باالفاظ دیگر مفتی تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں۔کہ اگر چارسدہ میں کوئی مستند عالم رؤیت ہلال کا اعلان کرے تو اہل چارسدہ کے لئے اس کے مطابق روزہ یا عید کرنا معتبر ہوگا۔[38] الغرض پہلے ذہنوں سے یہ نکالنا پڑے گا کہ ایک دن روزہ یا عید کرنا کوئی فرضی حکم نہیں ہے جہاں تک اتفاق واتحاد پیدا کرنے کی بات ہے تو یہ ایک امر مستحسن ہے۔البتہ اس کو حل کرنے کے لئے دو پہلوؤں سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ایک عالمی سطح پر اور ایک ملکی سطح پر البتہ ہر ایک پہلو پر کام کرنے کا طریقہ کار اور نوعیت باہمی مختلف ہیں۔

ملکی سطح پر رؤیت ہلال کا حل:

Solution of Royate Hilal on National level

ملکی سطح پر اختلاف رؤیت ہلال کو مد نظر رکھتے ہوئی اگر ہمہ جہت نظر ڈالی جائے تو اس میں کئی اسباب رکاوٹ بن رہے ہیں۔جن میں تاریخی، فقہی،سیاسی،لسانی،الیکٹرانک میڈیا اور عدم اعتمادی سرفہرست ہیں۔پھر ان میں سے بعض امور معمولی سطح پر اور بعض امور بڑی سطح پر وجہ اختلاف بن رہے ہیں۔اگر ان تمام پہلوؤں اور نوعیتوں کو دیکھا جائے،تو اس کو حل کرنا محض علماء کرام کی ذمہ داری نہیں بلکہ قضیہ ہذا قانون نافذ

کرنے والے اداروں سے بھی متعلق ہے۔اس بابت قانون نافذ کرنے والے ادارے اور علماء کرام، جو کردار ادا کر سکتے ہیں۔اس کو دو پہلوؤں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ایک یہ کہ موجودہ رؤیت ہلال کو قائم رکھتے ہوئے متفقہ فضا کا تصور یا از سر نو کسی نئی کمیٹی کی تشکیل شامل ہیں۔

رؤیت ہلال میں رہتے ہوئے ترمیم کرنا:

Bringing changes in Replacement staying there at Royate Hilal Committee

یہاں پر ترمیم سے مراد کمیٹی کے افراد میں، مکتبہ فکری، لسانی، سائنسی اور مقام طور پر رتبوں کے اعتبار سے ردو بدل کرنا ضروری ہے کیونکہ اتفاق پیدا کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ قربانیاں دینا ہوگی۔ جس میں سے ایک مفتی منیب الرحمن کی بجائے کبھی اس اعلان کی سعادت مفتی پوپلزئی اور جامعہ دار العلوم حقانیہ کے کسی مستند عالم کو سونپنا بھی ہے۔کیونکہ ان دونوں کمیٹیوں کے درمیان سبب اختلاف بداعتمادی ہے اور اس بداعتمادی کو دور کرنے کے لئے مدرسہ حقانیہ خیبر پختون خواہ میں ایک اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔اس لئے کہ خیبر پختون کی بیشتر آبادی کو مدرسہ حقانیہ پر ایک لازوال اعتماد ہے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے کہ مفتی منیب الرحمن چیرمین رہتے ہوئے باہمی اتفاق واتحاد سے کراچی کی بجائے رؤیت ہلال کے کسی دیگر ذیلی صوبائی شاخ سے رمضان وعیدین کا اعلان کریں۔ بالفرض والتقدیر اگر یہ بھی مشکل ہو تو پھر جامعہ حقانیہ اور پوپلزئی سے اتفاق رائے پیدا کرنے کے بعد اعلان کے وقت ان کے نام استعمال کرکے اعلان کرنا چاہیے۔اس رائے کا مقصد باہمی اتفاق پیدا کرنا ہے کیونکہ عوام وخواص کا ایک بڑا حصہ مذکورہ فرد اور ادارے کی تقلید کرتا ہے اس اعتماد کے پیش نظر اس پیش رفت کی ضرورت از بس ضروری ہے۔مزید یہ کہ اگر کوئی یوں کہیں کہ اس کمیٹی میں تو ہر مکتبہ فکر کے لوگ موجود ہیں اور یہ وجہ اختلاف نہیں ہے تو یہ محض غلط فہمی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔کیونکہ رؤیت ہلال کمیٹی قائم ہونے سے پہلے مسئلہ ہذا بہت گھمبیر تھا لیکن اس کمیٹی میں ہر مکتبہ فکر سے وابستہ علماء کے شریک ہونے سے پنجاب سندھ، بلوچستان اور خیبر پختون خواہ کے بعض اضلاع، دیر، سوات، بونیر اور چترال وغیرہ میں اتفاق پیدا ہو گیا لیکن مسجد قاسم علی خان اپنی تاریخ حیثیت اور مقبول ہونے کی وجہ سے باقی اضلاع میں الگ اعلان کی حیثیت نہیں کھویا وجودیکہ رؤیت ہلال کمیٹی میں علماء دیوبند کے جید علماء بھی شامل رہیں۔اس کی ایک وجہ مدرسہ حقانیہ کا ساتھ دینا ہے دوم تاریخی اعتبار سے نام اور خیبر پختون خواہ میں اعتماد پیدا کرنا ہے۔پس ضروری ہے کہ مسئلہ ہذا میں اتفاق پیدا کرنے کے لئے کمیٹی میں لسانی وفکری علاوہ ازیں مقام اعلان کی تبدیلی پر زور دیا جائے اور پرانی روایات سے ہٹ کر اعلان کیا جائے۔اس ضمن میں چند نکات پیش کئے جارہے ہیں۔

(1)سب سے پہلے مسجد قاسم علی خان کمیٹی کے اہم افراد کو رؤیت ہلال کمیٹی میں شامل کرنا چاہیے یا کم سے کم ان کی مشاورت سے اعلان ہونا ہے۔

(2)مقام اعلان کے اعتبار سے کبھی خیبر پختون خواہ سے اعلان ہونا کبھی دیگر مقامات سے یہ ایک گونا معاون ثابت ہوگا اس کے ساتھ خیبر پختون خواہ میں مدرسہ حقانیہ، شیر گڑھ، مفتاح العلوم پشاور اور دیگر مکاتب فکر کے علماء کو اس موقع پر مدعو کرنا بہت اہم ہے۔

(3)اس کمیٹی میں وقت کی ضرورت کی بنیاد پر ماہرین فلکیات سے کسی مستند ماہر کو سرکاری سطح پر لینا بھی ضروری ہے تاکہ مسئلہ ہذا میں مقام

رؤیت ہلال مزید مستحکم ہو جائے اور ہر قسم لوگوں کا اس کمیٹی پر اعتماد بڑھنا پیدا ہو جائے۔

(4) قانون نافذ کرنے والے اداروں کو چاہیے کہ میڈیا والوں کو اس بات پر پابند کریں کہ اس موضوع پر غیر متعلقہ افراد سے انٹرویو اور گفتگو نہ کریں تاکہ مسئلہ مزید اختلاف کا باعث نہ بنے۔

(5) حتمی فیصلہ ہر صورت میں رؤیت ہلال کمیٹی کو کرنا چاہیے کیونکہ از روئے شریعت اس کو قاضی کے قائم مقام ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔

الغرض اگر مذکور بالا تجاویز پر عمل کیا جائے تو عین ممکن ہے کہ دو تین سال گزر جانے کے بعد تمام پاکستان میں ایک دن روزہ اور عید ہوگی۔ اگر دو کمیٹیوں کے درمیان اس طرح اتفاق کرنا مشکل ہو تو پھر ان دونوں کمیٹیوں کو تحلیل کر کے از سر نو سرکاری نگرانی میں ایک نئی کمیٹی ترتیب دینی چاہیے۔

رؤیت ہلال کمیٹی از سر نو تشکیل کرنا:

Reclosing and construction of Royate Hilal committee

نئی کمیٹی تشکیل کرنا سرکار کے لئے اس لئے ضروری ہے کہ رؤیت ہلال کمیٹی جس مقصد کے لئے تشکیل دی گئی تھی اس کے مطابق یہ سعی کرنا تھی کہ پاکستان میں تمام صوبوں کے لئے یکساں روزہ اور عید ممکن ہو سکے۔ اور اس مقصد کے پیش نظر اگر یوں کہا جائے تو بجا ہو گا کہ رؤیت ہلال کمیٹی کسی حد تک کامیاب رہی ہے لیکن یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو سرکار کا اصلی مقصد تھا اس میں رؤیت ہلال کمیٹی تاحال کامیاب نہ ہو سکی جس کے ممکنہ اسباب تفصیل کے ساتھ اوپر بیان کئے گئے ہیں۔ پس اس مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے سرکار کو ایک نئی رؤیت ہلال کمیشن قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے حسب ذیل نکات معاون اور کارگر ثابت ہو سکتے ہیں۔

(1) رؤیت ہلال کمیٹی کے بجائے اعلان عدلیہ کو تفویض ہونا چاہئے کیونکہ اگر عدلیہ پر دیگر تمام معاملات کرنے کا اعتماد کیا جا سکتا ہے رؤیت ہلال کے لئے کیوں نہ کیا جائے۔ در حقیقت یہ کام بھی وفاقی شرعی عدالت کو کرنا چاہیے۔ مزید براں وفاقی شرعی عدالت کے ماتحت پہلے سے ہر صوبے ضلع اور تحصیل میں ماتحت عدالتیں بھی موجود ہیں۔ البتہ اگر شرعی دشواریاں در پیش ہوں تو علاقے کے جید اور بااعتماد علماء سے مشاورت کی جا سکتی ہے۔

(2) رمضان یا عید کا فیصلہ ظاہر الروایہ کے مطابق کرنا چاہیے جس کے مطابق ایک شہر کی رؤیت دوسری شہر کے لئے کافی قرار دی جاتی ہے۔ جو کہ امام مالکؒ، امام محمدؒ اور امام شافعیؒ کے ایک قول کے مطابق کافی ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ ایک طرف تو اس سے اختلاف مطالع کا پیچیدہ مسئلہ تمام پاکستان میں حل ہو جائے گا اور دوسری طرف اس سے بین الاقوامی سطح پر بھی مسئلہ اختلاف رؤیت ہلال حل ہونے کے لئے راستہ ہموار ہو جائے گا۔ کیونکہ بین الاقوامی سطح پر رؤیت ہلال حل ہونے کے لئے اختلاف مطالع کو بالائے طاق رکھنا ہی حل ہے۔

بین الاقوامی سطح پر مسئلہ رؤیت ہلال حل ہونے کا مجوزہ حل:

Problem of Royate Hilal on international level and its proposed solution

بین الاقوامی سطح پر مسئلہ رؤیت حلال حل ہونے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر ایک عالمی فورم المجمع الفقہ الاسلامی کا مختصر سا تعارف پیش کیا جائے۔المجمع الفقہ الاسلامی عالم اسلام کے جید علما کرام پر مشتمل ایک علمی اور اہم ادارہ ہے جس میں ہر ملک سے مستند اور مایہ ناز علماء منتخب کئے گئے ہیں۔اہل پاکستان کی طرف سے جدید متنوع فقہی مسائل حل کرنے کے لئے مفتی تقی عثمانی صاحب شامل ہیں۔ادارہ ہذا 1977ء میں مندرجہ ذیل اہم مقاصد حاصل کرنے کے لئے عمل میں لایا گیا۔منجملہ ان میں سے ایک نو مسلموں کی توجہ اور دیکھ بھال کرنا دوم دنیا بھر کے مسلمانوں کو درپیش جدید مسائل کو موثوق مصادر سے حل کرنا۔سوم قوانین فقہیہ کی مدد سے تمام تر موجودہ قوانین سے بالا ہر زمان ومکان میں امت مسلمہ کے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت کو ثابت کرنا۔چہارم اسلامی فقہی ورثہ کی اشاعت،اصلاح،اصطلاحات کی جدید تشریح اور دور حاضر کی زبان اور تصورات پیش کرنا۔پنجم فقہ اسلامی کے شعبہ جات میں تحقیقات کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرنا۔ششم جدید مسائل میں مستند علماء کرام کی فقہی مجالس کی اراءاور فتاوی جات کو جمع کرنااور مسلمانوں میں شائع کرنا۔ہفتم اسلامی قوانین اور دفعات سے متعلقہ شکوک وشبہات کو رد کرنا شامل ہیں۔اس تعارف سے یہاں پر قارئین کو المجمع الفقہ الاسلامی کے مقصد اور اہمیت سے متعارف کروانا تھا۔الحمد للہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا منہج دیا ہے جس میں ہر ملک سے مستند اور عوام وخواص میں اعتماد حاصل کرنے والے علماء موجود ہیں۔المجمع الفقہ الاسلامی اختلاف رمضان کے لئے کیسا اقدامات کرسکتی ہے۔اس ضمن میں زیر نظر رہے کہ ان اسباب میں اتفاق پیدا کرنا جو وجہ اختلاف بن رہے ہیں۔جن میں اختلاف مطالع اور سائنسی حساب وکتاب سرفہرست ہیں۔دوم باہم اتفاق پیدا کرنے کے بعد ہر ایک ملک سے وابستہ کمیٹی کے ممبران ملکی سطح پر اسے یقینی بنانے کے لئے اپنے اپنے ملک کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنے کے لئے جدوجہد کرسکتے ہیں۔اب ان کے درمیان جن نکات پر اتفاق کرنے کی ضرورت درپیش ہوسکتی ہے۔وہ ممکنہ طور پر حسب ذیل ہیں۔

(1)اختلاف مطالع کو معطل کرکے آیمہ ثلاثہ اوران علماء کی رائے کو قبول کرنا چاہیے جو اختلاف مطالع کو معتبر نہیں سمجھتے ہیں۔

(2)رؤیت ہلال میں کسی مشرقی ملک کے بجائے،اس ملک کی رؤیت کو معتبر ماننا چاہیے،جس سے ایک ملک رات اور دن والے قضیہ جات بھی دفن ہوجائیں جو کہ بعض اہل علم کے مطابق یورپی ممالک کی رؤیت کی صورت میں ممکن ہے۔

(3)فلکیات میں اگر شکوک وشبہات سے بالاتر کوئی ایک متفقہ قاعدہ تیار ہوجائے جس میں یقین سے کہا جاسکے کہ اس میں چاند کی پیدائش اور رؤیت فلاں وقت عین ممکن ہے۔یہ امر اس وجہ سے بھی زیادہ اہم ہے کہ سائنس اور اسلام ایک دوسرے سے جدا نہیں بلکہ سائنس قدرت کے کرشموں کی تلاش کا نام ہے اور قدرت کو تلاش کرکے جاننا اور فوائد حاصل کرنا عین اسلامی کاوش ہوگی۔سائنسی حساب وکتاب پر عمل کرنے میں ایک رکاوٹ ماہرین فلکیات کا باہمی اختلاف ہے۔اس لئے کہ بعض ماہرین فلکیات چاند پیدا ہونے کے بعد سولہ گھنٹے،بعض اٹھارہ

گھنٹے، بعض بیس، چوبیس، اور بعض (38) گھنٹوں بعد دیکھنے کے قائل ہیں۔ ایک ہی پیرا میں دو مختلف آراء

نتائج بحث:(consequences)

(1) مسئلہ رؤیت ہلال میں چاند دیکھنے کا اعتبار کیا جائے گا جو حکم شریعت ہے اور محض سائنسی کلینڈر پر اعتماد کرنا معتبر نہیں ہے۔

(2) اگر انیتس شعبان کو کسی عارض کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو حدیث کی رو سے تیس شعبان کو پورا کرنا لازم ہے۔

(3) وحدت مطالع اور اختلاف کے لئے جو اجتہادی آراء علماء کی طرف سے وضع کردہ ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی معیار بنانا مشکل ہے۔

(3) وحدت مطالع معتبر ہونے والی آراء محض اجتہادی احتمالات پر مبنی ہیں جبکہ نہ غیر معتبر آراء حدیث کے ظاہری عمومی الفاظ پر مبنی ہیں۔

(5) ماہرین فلکیات سے مسئلہ رؤیت ہلال میں مدد لینا کوئی ناجائز کام نہیں ہے بلکہ اس سے چاند تلاش کرنے میں مدد لینا بذاتہ ایک امر مستحسن ہے۔

(4) دوربین اور خلائی سواری سے شرعی دائرہ کار کے اندر چاند تلاش کرنے میں مدد لینا فلکیات سے مدد لینے کی مانند ہے۔

(5) پاکستان میں مسئلہ اختلاف رمضان و عیدین ختم کرنے کے لئے اختلاف مطالع کو غیر معتبر ماننے والی رائے کو اپنانا چاہیے۔

(6) بین الاقوامی سطح پر مسئلہ رؤیت ہلال کو حل کرنے میں ادارہ المجمع الفقہ الاسلامی اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

واللہ اعلم

References

[1] Ibn abideen, Muhammad bin Umar bin Abdul Aziz (m1252H), Rad al mukhtar ali al dar al mukhtar, taba dum, (Bairut, dar al fikar, Egypt, 1421H/1992, 515:1 (Bab al soom).

2 Al Quran, 185:2.

3 Al Jisas Ahmed bin Ali Abu Bakar al razi (m370H), Ahkam al quran: Haqaq Muhammad Saidq al Qahavi, Taba awal (Bairut: Dar Ahya al taras al arabi, 1405H/1989) bazeel surat al maida: 45.

4 Al Bukhari, abu Abdullah Muhammad bin ismail (m256H), al jama al masnad al sahi al mukhtasir mun umoor Rasoolullah S.A.W wa sannan wa iyamah, taba awala (Bairut, Dar touq, al nijat, 1414H/1994, 11:1, raqam: 8)

5 Syed Sabiq (m1420H), fiqah al sunnat, taba soum (Bairut: Dar al fikar Egypt, 1397H/1977) 493:1.

6 Ibid, fiqah al sunnat; 433

7 Al Bukhari, Bukhari, 11:1 (raqam: 493)

8 Ibn Rushid, abu al Waleed Muhammad bin Ahmed, (m595H), Badayat al Mujtahid wa nihayat al muqtasid, badoon al taba, (Al Qabira, dar ul hadith, Egypt, 1425H/2004), 50:2, (Bab rukun al awal fi al siyam), abu Abdullah Muhammad bin Abdullah al kharsi (m1101H), sarh mukhtsir Khalil lil kharshi (Badoon al taba al tareekh bairut: dar al fikar) 292:3.

9 Al Bahuti, Mansorah bin Yunus bin Salahuddin ibn Hassan (m1051H), al rood al marby sarh zaad al mustaqta, taba naa maloom, (Bairut: Dar al Mouid mousiest al risalat) 357:3.

10 Abu al Fazal Abdullah bin Mahmood bin Moudood al Mousili (m683H), al ikhtiyar al taileel al mukhtar, taba awal (bairut: maktaba al halbi, Egypt, 1356H/1937m) 29:9, (Kitab al soom): Mula, Dar

al Hukam sarh gharar al Hukam 201:1 (soom yoom al shak), Dar al Hukam sarh gharar al Hukam (Badoon al taba al tareekh: dar al ahya al kutub al arabi Egypt) 201:1 (Kitab al soom)

11 Al Mubarakpuri, abu al Hassan Ubaidullah bin Muhammad bin abdul salam (m1414H), Maryata al mafatih sarh mushkat al mafatih, 424:6, taba soom, (Banarus: Idarah al bahoos ilmiyat wa dawat Hindustan, 1404H/1984m) 424:6 (al fasal al awal).

12 Ibid.

13 Abu Abdul Rehman, Khalil bin Ahmed bin Umro bin Tamim (m170H), Kitab al aeen (Badoon al taba al tareekh dar maktahab al hilal), 332:4 (al Khay al seen), al Batali, Muhammad bin Ahmed bin Muhammad bin Suleman (m633H), al nazam al mustazib (makkat al mukkaramh: Saudi Arabia 1408H/1988), 104:1.

14 Al Nov'vi, Abu Zakariya Muhiuddin Yahya binSharf (m676H) al Majmooy sarh al muhzib (badoon al taba al tareekh dar al fikar) 273:6, (Kitab al soom).

15 Abu al Waleed, Suleman bin Khalaf bin saad bin ayoob (m474H), al muntaqi sarh al moota, (Bairut: Egypt 1432H/2010) 37:2, (Bab Rouyat al Hilal).

16 Kasani, Badaya al Sanaya, 80:2 (Fasal Sharait Anwai al Siyam)

17 Ibn Najeem, al Bahr al Raiq, 290:2 (Ba'mayasbit shar ramazan)

18 Ibn Qadamah, Abu Muhammad bin Moufiqudin Abdullah bin Ahmed bin Muhammad bin Qadamah (m620H), al Kafi fi fiqah al imam ahmed, taba awal (bairut: dar ul kutub al ilmiya Egypt, 1414H/1994), 107:3.

19 Ibid.

20 Al Nishapuri, Muslim bin Hijjaj (m261H), Sahi Muslim al masnad al sahi al mukhtasir (Badoon al taba wa al tareekh), 765:2, (raqam: 1087)

21 Al Baghvi, Muhiyu al sinat abu Muhammad al Hussain bin Masuood bin Muhammad bin al Farai (m516H), sarh al sinat (Bairut: Damashq Egypt, 1403H/1983), 245:6, (raqam: 1724)

22 Al Tirmizi, Abu Essa bin surat bin moosa bin al Dahak (m279H), al Jama al Kabeer sahi tirmizi (Bairut: Egypt 1418H/1998) 69:2, (raqam: 693)

23 Mubarakpuri, Tuhfat al Houzi, 307:3, (raqam: 693)

24 Ibid.

25 Ibid.

26 Usmani, Molana Mufti Aziz Rehman (m1347H), Fatawa Darul Uloom Devband (Karachi: Dar ul Isahat M.A. Jihan Road, 1430H/2009), 227:6.

27 Ahmed Raza Khan Barelvi, (1339H), Fatawa Rizviya (Lahore: Raza Foundation, 1427H/2006), 425:10.

28 Haqani, Molana Abdul Haq (m1404H) Fatawa Haqaniya, Taba Shasham (Ukara Khatak: Syed Ahmed Shaheed, 1430H/2009) 126:4.

29 Moudoodi, Syed Abu al Ulla Ali (m1979H) Kitab al soom, taba awal (Lahore: Urdu Bazar, 1332H/1973), 71:2

30 -Ibcurdu.com12:48am

31 Dekhyee. Pusravi, Rana Muhammad Shafiq Khan, Chand par Ikhtalaf Kiyon, Taba awal (Lahore: Fiksdot Printers, 22)

32 Ibid.

33 Mufti Muhammad Taqi Usmani, Fatawa Usmaniya, Taba Jadeed (Karachi: Ahmed Brothers Printers, 1433H/2012) 125:2.
34 Ghamidi, Javeed Ahmed, Ishraq, 39:6
35 Al Bukghari, Sahi al Bukhari, 27:3 (raqam: 1909)
36 Al Quran, 286:2
37 Mufti Shafi, (m1396H) Jawahir al Fiqah, Taba Jadeed (Karachi: Maktaba Dar ul Uloom, 1341H/2010) 398:1
38 Taqi Usmani, Fatawa Usmaniya, 172:2.